

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی

(ایک اجمالی تعارف)

بزمِ انصاری

غیر منقسم ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں نے بڑی جدوجہد اور ان گنت قربانیوں کے بعد اپنی ایک آزاد و خود مختار مملکت حاصل کی جسے پاکستان کا نام دیا گیا۔ پروفیسر کینیٹ ول اسمتھ کے الفاظ میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ہمارے زمانہ میں ہندی اسلام کی عظیم، مہتمم بالشان اور قریب قریب متفق علیہ دینی تشکیل و تعبیر کا نام پاکستان ہے اور اس ریاست کا قیام اسلام کا ایک عملی مظاہرہ ہے۔ درحقیقت اسلام ہی پاکستان کی سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، نظریاتی اور مذہبی عمارت کی خشتِ اول ہے۔ اسلام کے بغیر پاکستان کا تصور محال ہے۔ گویا اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔

قیام پاکستان کے وقت اور اس کے بعد اس نوزائیدہ ریاست کو جن مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اب وہ تاریخ کے اوراق کی زینت ہیں۔ جو نہی مصیبت کے ایام گزرے اور قدرے اطمینان کی صورت پیدا ہوئی، سنجیدہ، متین اور غور و فکر کرنے کے عادی حلقوں میں یہ سوال گردش کرنے لگا کہ پاکستان کو کس نوع کی ریاست کی حیثیت سے عالم اسلام میں خصوصاً اور اقوام عالم میں عموماً متعارف کرایا جائے یعنی پاکستان کا آئینی ڈھانچہ کن خطوط پر استوار کیا جائے جیسی کہ یہ سوال پاکستان کی حدود و پیمانہ کر مغرب کے ان حلقوں تک جا پہنچا جو پاکستان کو اسلام کے ایک عمل کی حیثیت سے واقعات و حالات اور آئندہ کے تصورات کی کسوٹی پر پرکھنے کے متمنی تھے۔ ان کی نظروں میں ایران، عراق، مصر، شام، ترکی اور دیگر ممالک اسلامیہ کا نقشہ پوری آب و تاب

اور صراحت کے ساتھ موجود تھا۔ وہ بڑے غور سے ان تمام سوانح و حوادث کا مطالعہ کر رہے تھے جو پاکستان کے سیاسی اور مذہبی حلقوں میں ظہور پذیر ہو رہے تھے اور اس کے باشندوں کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے تھے۔

پاکستان کے ابتدائی اور اساسی دور کے حکمرانوں اور ارباب اقتدار کو بھی یہ احساس شدت سے تھا کہ یہ نوزائیدہ آزاد و خود مختار ریاست اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور اس کی آئینی تشکیل اسلام کے بنیادی اصولوں پر ہی ہوگی۔ اسی غرض سے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے تعلیمات اسلامی بورڈ کے قیام کا اعلان کیا جس کے صدر علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم اور ارکان میں مفتی محمد شفیع، ڈاکٹر محمد حمید اللہ (حال مقیم پیرس) اور مفتی جعفر حسین شامل تھے۔ اس کے سیکرٹری جناب ظفر احمد انصاری (حال ایم۔ این۔ اے) مقرر کئے گئے۔ بعض وجوہ کی بنا پر اس بورڈ کی رپورٹ شائع نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی اس کی مرتب کردہ سفارشات پر عمل کیا گیا۔ نظریاتی اختلافات کے باوجود ارباب دانش و اختیار برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی اقدار پر مرتب کیا جائے اور یہ انہی اقدار کا آئینہ دار بھی ہو۔

اسی خیال کے پیش نظر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (سابق وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی) نے جو اس زمانہ میں وزیر تعلیم کے عہدہ پر فائز تھے اور آئین ساز اسمبلی کے رکن اور اس کی مقرر کردہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کے ممبر بھی تھے ۱۹۵۳ء میں یہ فیصلہ کیا کہ تعلیمات اسلامی بورڈ کی جگہ جو سید سلیمان ندوی کے انتقال اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مستقل طور پر پیرس چلے جانے کے باعث ختم کر دیا گیا تھا ایک نئے ادارہ کی تشکیل کی جائے جو مستقل بنیادوں پر عمل مسلسل و متواتر کے تحت وہی فرائض انجام دے جو تعلیمات اسلامی بورڈ کو تفویض کئے گئے تھے۔ بالآخر فروری ۱۹۵۴ء میں ڈاکٹر قریشی کے زیر صدارت پشاور میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں پاکستان کے جملہ پانچ صوبوں کی وزارت ہائے تعلیم کے افسران اعلیٰ کے علاوہ ملک کے مشہور مفکر اور دانشور بھی شریک ہوئے دراقم الحروف اس اجلاس میں حکومت پاکستان کے افسر اطلاعات کی حیثیت سے موجود تھا اور پوری کارروائی کا عینی شاہد رہا۔ اس اجلاس میں کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیمات

کے زیر اہتمام ایک آزاد اور خود مختار ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی یا CENTRAL INSTITUTE OF ISLAMIC RESEARCH رکھا جائے۔ یہ ادارہ اپنے جملہ فرائض اور تحقیقاتی مشاغل و امور میں کلیتہً آزاد و مختار ہوگا، صرف مالیاتی اعتبار سے وزارتِ تعلیمات اس کی نگرانی کرے گی۔ چند در چند وجوہ کی بنا پر جن میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی وزارت سے علیحدگی شامل تھی۔ یہ ادارہ جلد قائم نہ ہو سکا۔ اس دوران ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کو بلجیئم یونیورسٹی (نیویارک) میں "پاکستانیات" کے سفری پروفیسر کی حیثیت سے امریکہ چلے گئے۔ مرحوم ممتاز حسن نے اس ادارہ کے قیام میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور سیکرٹری وزارتِ ملیات کی حیثیت سے اس تجویز کو قول سے فعل میں تبدیل کرنے میں خاص اور قابلِ تعریف کردار ادا کیا۔ تمام دفتری اور انتظامی مراحل طے ہو جانے کے بعد بالآخر اکتوبر ۱۹۵۴ء میں مولانا عبدالعزیز مین (سابق پروفیسر عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی و پنجاب یونیورسٹی) کا تقرر ادارہ کے پہلے منفرم کی حیثیت سے عمل میں آیا۔ ان کے فرائض میں ادارہ کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا کتب خانہ قائم کرنا شامل تھا۔ تاکہ تحقیقی کام کا آغاز کرنے سے قبل وہ مواد جمع کیا جاسکے جو اس نوع کے کام کے لئے ضروری تھا۔ مولانا عبدالعزیز مین کو اسی غرض سے وزارتِ تعلیمات نے ممالک عربیہ بشمول ہندوستان کے سفر پر بھیجا تاکہ وہ گھوم پھر کر اور مختلف کتب خانوں میں جا کر ادارہ کے لئے بنیادی کتابیں فراہم کریں۔ مولانا مین دو یا تین مرتبہ ان مہماتی سفروں پر گئے اور حق یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بھر علمی سے کام لے کر ادارہ کے کتب خانے کے لئے عمدہ سے عمدہ کتابیں جمع کرنے کی سعی بلیغ کی جن میں بعض بے حد کمیاب بلکہ نایاب نسخے شامل تھے۔ کتب خانہ کی دیکھ بھال کے لئے جناب ابوالقاسم محمد الانصاری (حال پروفیسر اسلامیات، کراچی یونیورسٹی) کا تقرر عمل میں آیا۔ اس دوران ادارہ کے کتب خانہ میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد انصاری صاحب کی جگہ مولوی عبدالقدوس ہاشمی ندوی کا تقرر ہوا اور وہ آج تک ادارہ کے کتب خانہ سے اس کے مہتمم اعلیٰ کی حیثیت سے وابستہ ہیں۔ اُس زمانہ میں ادارے کا دفتر مہاراج آباد کراچی میں عالمگیر روڈ پر ایک کرایہ کی عمارت میں قائم تھا۔ راقم الحروف نے جب دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لائیبڈن) کے لئے میر باقر داماد فلسفی شہیر پر اپنا مقالہ سپرد قلم کیا تو بعض اہمات الکتب کے لئے ادارہ کے کتب خانہ سے رجوع کیا اور مولانا ندوی نے ملک کے دیگر کتب خانوں کے بعض تغافل شعار

اور تساہل پسند منصرم حضرات کے برعکس فراخ دلی سے ہر قسم کی امداد فراہم کی اور بڑی خوش دلی اور فراخ حوصلگی کا مظاہرہ کیا۔ ایسے متعدد علم دوست اور تعاون کیش کتابدار کے زیر نگرانی ادارہ کا بیشال کتب خانہ دن و رات چوگنی ترقی کرنے لگا اور اس وقت اس کتب خانہ میں انگریزی، عربی، فارسی اور اردو کی چیدہ مطبوعہ کتابوں کا ایک اچھا ذخیرہ موجود ہے جس کی ۶۰ فیصد کتابیں عربی زبان میں ہیں مخطوطات کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے جن میں زیادہ تر عربی زبان کے نادر اور منحصر بفر نسخے ہیں اور جو بیشتر مائیکرو فلموں پر مشتمل ہیں۔ یہ نسخے مصر، مراکش، الجزائر، لیبیا، تیونس، عراق، شام، بیت المقدس وغیرہ کے کتب خانوں کی چھان بین کے بعد حاصل کئے گئے۔ اس غرض کے لئے ادارہ کا ایک دورکنی وفد جو ڈاکٹر صغیر حسن معصومی (سابق ڈائریکٹر ادارہ) اور جناب خالد اسحاق (سابق ایڈووکیٹ جنرل مغربی پاکستان) پر مشتمل تھا، یورپ اور ممالک عربیہ کی سیاحت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس وفد نے ادارہ کے کتب خانہ کو قلمی نایاب نسخوں کے عکس اور مائیکروفلموں سے مالا مال کر دیا۔ علامہ احمد طحاوی کی "احتمال الفقہاء" جسے ادارہ تحقیقات اسلامی نے حال ہی میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے اور جسے ڈاکٹر صغیر حسن معصومی نے مرتب کیا ہے، انہی مخطوطات کے ایک نادر الوجود نسخے پر مبنی ہے۔ اس کتب خانہ میں جو علمی رسائل دنیا بھر سے موصول ہوئے ہیں ان کی کل تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا تقرر پہلے کئی طور پر با اختیار اور ہمہ وقتی ڈائریکٹر کی حیثیت سے عمل میں آیا اور انہیں ادارہ کو باقاعدہ خطوط پر منظم کرنے کا فرض سونپا گیا۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء کے اوائل میں ریسرچ عملہ کا تقرر عمل میں آیا اور کینیڈا اور امریکہ سے ڈاکٹر فضل الرحمن (سابق ڈائریکٹر ادارہ) اور ڈاکٹر اسمعیل راجی الفاروقی کو خاص طور سے بلا کر پروفیسر کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ اسی دوران راقم الحروف کا تقرر بحیثیت مدیر مطبوعات عمل میں آیا۔ اس وقت تک ادارہ تنظیم نو کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد طے پایا کہ جب تک ادارہ کا ریسرچ اسٹاف خاص موضوعات پر اپنی تحقیقات کے نتائج مرتب کرنے، ادارہ کی جانب سے ایک سہ ماہی تحقیقی مجلہ کا اجراء کیا جائے۔

لہٰذا اس کی ایک ہی جلد چھپی ہے، دوسری زیر طبع ہے اور عنقریب شائع ہو جائے گی۔

چنانچہ راقم الحروف نے یورپ، امریکہ، عالم اسلام اور ہندو پاکستان کے متعدد فضلاء اور علماء کو دعوت دی کہ وہ اس نئے مجلہ کے لئے اپنے رشحاتِ قلم اور نتائجِ تحقیقات عنایت فرمائیں۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے فضلاء نے ادارہ کے ترجمان مجلہ کے لئے مقالات کا تانا باندا دیا جبکہ ہندو پاکستان اور عالم اسلام کے کسی قابل ذکر فاضل نے دعوت نامہ کا جواب تک دینا گوارا نہ کیا اور جو ایک آدھ مقالے موصول ہوئے وہ معیار سے فروتر پائے گئے۔

مقالات بھیجنے کے لئے فضلاء وقت کو جو دعوت نامے ادارہ کی جانب سے ارسال کئے گئے ان میں ادارہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے وقت یہ صراحت کر دی گئی تھی کہ اس ادارہ کا قیام بدین غرض عمل میں آیا ہے کہ عصرِ جدید کے مسائل کا حل اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔ نیز مسلمانانِ پاکستان کو دیندار، سچے اور محب وطن مسلمانوں کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے گمراہے بتائے جائیں۔ بیرون ملک سے ایک استفسار کے جواب میں ادارہ کے اس وقت کے ڈائریکٹر جن کی حیثیت محرک و مجوز اول کی تھی، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا کہ اس ادارہ کا کام دارالافتاء کی حیثیت سے اپنے فرائض کو انجام دینا نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت محض ایک مشاورتی ادارہ کی ہوگی جو ان مسائل پر جن سے آج مسلمانانِ عالم بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص دوچار ہیں اسلامی تعلیمات اور فقہاء و علماء سلف کے فتاویٰ کی روشنی میں اپنی سوچی سمجھی ہوئی رائے کا اظہار کرے گا۔ اسی بنیادی اصول کو بعد میں باقاعدہ تسلیم کر کے قانونی اور آئینی شکل دے دی گئی اور آئین پاکستان مجریہ ۱۹۶۲ء میں شامل ایک دفعہ کی رو سے ایک اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ جس کو ادارہ ان موضوعات و مباحث یا مسودہ ہائے قوانین کے سلسلہ میں جو اسے حکومت کی جانب سے آئین ساز اسمبلی کے ذریعے بھیجے جائیں وقتاً فوقتاً مشورہ دینا رہے گا۔ چنانچہ اسلامی مشاورتی کونسل کی جانب سے جس کے ایک رکن خود ڈائریکٹر ادارہ باعتبار عہدہ ہوتے تھے کئی مسائل بھیجے گئے جن پر ادارہ کا ماہرانہ مشورہ طلب کیا گیا تھا۔ ان مسائل میں ربا خاص طور پر شامل تھا جو آج تک ایک تسلی بخش حل کی تلاش میں ہے۔

ادارہ کے انگریزی سے ماہی مجلہ "اسلامک اسٹڈیز" (ISLAMIC STUDIES) نے

جس کا راقم الحروف سب سے پہلا ایڈیٹر مقرر ہوا، بہت جلد اپنے گران مایہ تحقیقی و علمی مقالات کے سبب علمی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کر لیا اور اکثاف و اطراف عالم سے سرسبز آوردہ اور نامور فضلاء نے اس کے پہلے دو شماروں کے لئے اپنے وقیع اور بلند پایہ مقالات بھیجے اور ان شماروں پر جن حوصلہ افزاء خیالات و آراء کا اظہار کیا اور دنیا بھر کے وقیع علمی جراند نے جو توصیفی کلمات اپنے اپنے تبصروں میں مجلہ کے لئے استعمال کئے ان کا خلاصہ ادارہ کی جانب سے ایک فولڈر کی شکل میں مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے۔ جن مشاہیر فضلاء نے مجلہ کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا، ان میں آنجنابی سر پٹنٹی اے۔ آر۔ گب، آنجنابی جوزف شاخت، آنجنابی مارشل ہارن، پروفیسر برنارڈ ٹولین پروفیسر اے۔ ایس۔ ٹریٹن، پروفیسر الفریڈ گیام، پروفیسر شارل سیلا، پروفیسر ہنری فارمر، پروفیسر ٹینکری وٹ، پروفیسر سی۔ ای۔ یوسورتھ، پروفیسر وی۔ منورسکی، پروفیسر آر۔ بی۔ سارجنٹ، آنجنابی پروفیسر آر تھر جے آر بری، پروفیسر این میری شمل، پروفیسر سی۔ ایف۔ بکننگھم، پروفیسر جان میکڈانلڈ، پروفیسر کلاڈ کاہن، پروفیسر آر بلائٹیر، پروفیسر رودی پارٹیٹ، پروفیسر برٹولڈ شپولر، پروفیسر اسکندر یوسانی وغیرہم شامل ہیں۔ اس مجلہ میں شائع شدہ مقالات کا حوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لاہور) کے بیشتر مقالہ نگاروں نے اپنی اپنی تحریرات میں دیا ہے۔ اس کے علاوہ یورپ اور امریکہ سے شائع ہونے والی کئی کتابوں میں بھی اس کے مقالات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے اس مجلہ کے علمی پایہ کا اندازہ آسانی ہو سکتا ہے۔ بحمد اللہ یہ مجلہ آج بھی جاری ہے اور برابر ادارہ کی ترجمانی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اس سہ ماہی مجلہ کے پہلو پہ پہلو اردو میں ایک ماہنامہ ”فکر و نظر“ کے نام سے جاری کیا گیا، تاکہ پاکستان و ہند کے مسلمان اور ان ممالک میں آباد مسلمان جہاں اردو سمجھی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسلامی افکار و آراء اور تعلیمات سے بہرہ مند ہو سکیں بمسلسل بارہ سال سے ”فکر و نظر“ یہ خدمت بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ اس کے سب سے پہلے مدیر جناب عمر احمد عثمانی (حال استاذ گورنمنٹ کالج فار بوائز، ناظم آباد کراچی) مقرر ہوئے۔ ان کے بعد یہ خدمت جناب قدرت اللہ فاطمی کے سپرد ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ تک پروفیسر محمد سرور اور مولانا عبدالرحمن طاہر سورتی اس کے مدیر رہے۔ اب پانچ چھ سال سے ڈاکٹر مشرف الدین اصلاحی ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۷۱ء کو میں ادارے سے منسک ہوا اور فکر و نظر کی ادارت مجھے تفویض ہوئی (ایڈیٹر)

کچھ عرصہ کے بعد جب ادارہ نے کتابوں کی اشاعت کا عزم کیا تو راقم الحروف کو مدیر مطبوعات کے فرائض سپرد کئے گئے اور انگریزی مجلہ کی ادارت جناب قدرت اللہ فاطمی (حال ڈاکٹر بحیرہ - آر. سی. ڈی ریجنل انسٹی ٹیوٹ - اسلام آباد) کو تفویض کی گئی۔ راقم الحروف کی ادارت میں ادارہ کی جانب سے کئی کتابیں شائع ہوئیں جن میں ڈاکٹر فضل الرحمن کی کتاب *ISLAMIC METHODOLOGY IN HISTORY* جناب مظہر الدین صدیقی کی کتاب *QURANIC CONCEPT OF HISTORY* پروفیسر جارج این عطیہ کی کتاب *AL-KINDI, THE PHILOSOPHER OF THE ARABS* شامل ہیں۔ پروفیسر نکولس ریشر کی معرکہ آرا کتاب *ALEXANDER AGAINST GALEN ON MOTION* اصل عربی متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ راقم الحروف ہی کے دور ادارت میں اشاعت کے لئے منظور کی گئی۔ اگرچہ اس کی اشاعت کی نوبت میری ادارہ سے علیحدگی کے بعد پیش آئی۔ اس معرکہ آراء کتاب کا منحصر بفر د عربی متن نصفاً نصفاً ترکیہ کے ایک کتب خانہ اور کتب خانہ اسکوریاں (میدرڈ) سے الگ الگ اجراء میں دستیاب ہوا جسے کمال عرق ریزی اور محنت سے پروفیسر ریشر (RESCHER) اور ان کے رفیق ادارت پروفیسر مائیکل ہاروول نے ترتیب دیا درآن حالیکہ متن کے بعض حصے بے حد معشوش و محکوک تھے اور کہیں کہیں عبارت اب زدہ تھی۔ یہ ادارہ تحقیقات اسلامی کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور ادارہ بجا طور پر اس پر فخر کر سکتا ہے۔

ادارہ کا شعبہ قانون (LAW UNIT) ایک مدت سے مصروف عمل ہے۔ اس کے ارکان میں جناب خالد محمد اسحاق، ایڈوکیٹ، کراچی (سابق ایڈوکیٹ جنرل مغربی پاکستان) ڈاکٹر تنزیل الرحمن (مصنف - مجموعہ قوانین اسلامی) اور جناب کمال افضل فاروقی (بیرسٹر ایٹ لاء - مصنف اجماع اور باب اجتہاد وغیرہ) شامل تھے۔ اب اس کے واحد رکن ڈاکٹر تنزیل الرحمن رہ گئے ہیں۔ وہ اس وقت مجموعہ قوانین اسلامی کی جلد ششم پر کام کر رہے ہیں۔ یہ گرانقدر مجموعہ قوانین مندرجہ اسلامی کی جلد ششم کے شخصی قانون *PERSONAL LAW* یعنی طلاق، نکاح، مہر، نان، نفقہ وغیرہ مسائل سے بحث کرتا ہے اور بہت مفید قرار دیا گیا ہے۔

ادارہ نے حال میں تاریخ و فلسفہ سائنس کا ایک علیحدہ شعبہ (یونٹ) قائم کیا ہے۔ اس یونٹ

کے سربراہ ڈاکٹر محمد سعید انصاری ہیں۔ جنہوں نے حال میں کراچی یونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے اپنا مقالہ پیش کیا ہے اور ادارہ میں ریڈر کی اسامی پر فائز ہیں۔

ادارے نے اب تک اپنے مجلات اور کتب کی اشاعت کے ذریعہ دین اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمات انجام دی ہیں اس کا صحیح اندازہ آئندہ کامورخ ہی لگا سکے گا۔ ادارہ نے مشاورتی کونسل کے استفسارات کے جو تحریری جوابات دیے وہ ابھی تک پردہ حفاق میں ہیں۔

ادارہ ۱۹۶۰ء تک بہادر آباد، عالمگیر روڈ (کراچی) میں رہا۔ ڈاکٹر استیقا حسین قریشی کے ڈائریکٹر مقرر ہونے کے بعد یہ ۱۹۶۰ء کے اواخر میں سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، ڈرگ روڈ کے ایک وسیع مکان میں منتقل ہو گیا۔ چونکہ ادارہ کے عملہ اور کتب خانہ میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ موجودہ مکانیت ضرورت سے کہیں کم ثابت ہوئی۔ لہذا ادارہ فاران ہاؤسنگ سوسائٹی میں حیدر علی روڈ اور عالمگیر روڈ کے اتصال پر واقع ایک دو منزلہ وسیع و عیض عالی شان مکان میں منتقل ہو گیا۔ اس نئی جگہ منتقل ہونے کے بعد ڈاکٹر قریشی کی تجویز پر ادارہ میں باقاعدہ ہفتہ وار سیمینار منعقد کئے جانے لگے جن میں مختلف موضوعات پر سیر حاصل گفتگو اور مذاکرہ ہوتا جس میں پوری آزادی کے ساتھ تحقیقاتی عملہ کے ارکان حصہ لیتے اور جو نیر اسکالروں کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کی جاتی۔ ادارہ کے سہ ماہی مجلہ اسلامک اسٹڈیز کا اجراء بھی اسی مکان میں عمل میں آیا۔ اس سے قبل مرحوم فیڈل مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے ادارہ کا معائنہ کیا تھا اور تحقیقاتی عملہ سے خطاب کیا تھا۔ وہ پہلے صدر تھے جو ادارہ کا معائنہ کرنے اور عملہ سے ملاقات کے لئے آئے۔

۱۹۶۶ء میں وزارتِ قانون کے سپہم اصرار پر انتظامی سہولت کے پیش نظر ادارہ کا صدر مقام کراچی سے تبدیل کر کے اسلام آباد مقرر کیا گیا اور مئی ۱۹۶۶ء میں ادارہ پاکستان کے نئے دار الحکومت میں منتقل ہو گیا۔ اسلام آباد ہی میں ادارہ کا اپنا مطبع قائم ہوا جس میں عربی، فارسی، اردو، انگریزی ٹائپ کی سہولتیں موجود ہیں۔ ادارہ کی جملہ مطبوعات اب اسی پریس سے شائع ہوتی ہیں۔ اس مطبع کے قیام کے لئے ایشیا فاؤنڈیشن نے گرانڈ مالی اور فنی امداد مہیا کی۔

جہاں تک انتظامی امور کا تعلق ہے آغاز کار میں اس ادارہ کا انسلاک وزارتِ تعلیمات سے

تھا۔ بعد میں قانون سازی میں اسلامی نقطہ نظر سے مشورہ دینے کی غرض سے اس کا تعلق وزارتِ قانون سے کر دیا گیا۔ موجودہ حکومت کے دور میں اس کا تعلق پہلے حسب سابق وزارتِ قانون سے رہا اور کچھل اس کا تعلق وزارتِ مذہبی امور سے ہے، اور عزت مآب مولانا کوثر نیازی بحیثیت وزیر مذہبی امور اس ادارہ کی مجلسِ نطاء کے صدر نشین ہیں۔

اس کے سب سے پہلے ڈاکٹر کٹر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے جانے کے بعد اس کی عنانِ ادارت ڈاکٹر فضل الرحمن (مصنف کتبِ عدیدہ) کے حوالہ کی گئی۔ ان کے متعفی ہو جانے کے بعد ۱۹۶۸ء میں نگرانِ پروفیسر کی حیثیت سے ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی نے چارج سنبھالا۔ کچھ مدت کے بعد ڈاکٹر کٹر کے فرائض انہیں سونپ دیئے گئے اور کئی سال تک وہ اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوٹا ڈاکٹر کٹر مقرر ہوئے۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ان کے رخصت ہونے کے بعد جناب زاہد ملک، جو انٹ سیکرٹری، وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان کو نگرانِ کار اور ڈاکٹر کٹر مقرر کیا گیا۔ تاحال موصوف ہی ادارہ کا انتظام بحسن و خوبی چلا رہے ہیں۔

ادارہ کی تاسیس سے لے کر اب تک جو فاضل ادارے سے وابستہ رہ کر الگ ہو چکے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

- ۱۔ پروفیسر عبدالعزیز مبین (مقیم کراچی)
- ۲۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (مقیم کراچی)
- ۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمن (شکاگو یونیورسٹی)
- ۴۔ ڈاکٹر اسمعیل فاروقی (ٹمپل یونیورسٹی)
- ۵۔ ڈاکٹر منظور الدین احمد (کراچی یونیورسٹی)
- ۶۔ ڈاکٹر محمد عمر چھپا پڑا (سعودی عرب)
- ۷۔ ڈاکٹر شمیم اختر (رکن اسلامی مشاورتی کونسل، کراچی یونیورسٹی)
- ۸۔ ڈاکٹر محمد رشید فیروز (مقیم کراچی)
- ۹۔ پروفیسر قمر الدین خاں (مقیم کراچی)
- ۱۰۔ پروفیسر قدرت اللہ فاطمی (مقیم اسلام آباد)
- ۱۱۔ ڈاکٹر رفیق احمد (حال ایسو۔ کراچی)
- ۱۲۔ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری (ظہران، سعودی عرب)
- ۱۳۔ پروفیسر ابوالقاسم محمد الانصاری (کراچی یونیورسٹی)
- ۱۴۔ ڈاکٹر امتیاز احمد (کراچی یونیورسٹی)
- ۱۵۔ مولوی محمد طلحہ صاحب (مقیم کراچی)

۱۶۔ مولوی محمد عمر عثمانی (مقیم کراچی) ۱۷۔ مولوی نسیم الدین ولی اللہی (مقیم کراچی)

۱۸۔ مسٹر عبدالحکیم (حال پاکستان نیوی) ۱۹۔ ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی (اسلام آباد)

۲۰۔ ڈاکٹر عبدالواحد پالے پوتا (حیدرآباد) ۲۱۔ ڈاکٹر محمد طفیل قریشی (اسلام آباد)

۲۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمن شاہ ولی (پہلے یونیورسٹی اسلام آباد) ۲۳۔ جناب محمد اسلم صدیقی (راولپنڈی)

۲۴۔ ڈاکٹر محسن مہدی (شکاگو یونیورسٹی) ۲۵۔ ڈاکٹر عبدالحق (بنگلہ دیش)

۲۶۔ ڈاکٹر محمد ہدایت اللہ ۲۷۔ غلام سرور (بنگلہ دیش)

۲۸۔ جناب عطاء حسین (سعودی عرب) ۲۹۔ شرف الدین (بنگلہ دیش)

۳۰۔ ڈاکٹر نسیم جاوید (کراچی) ۳۱۔ محمد یوسف گورایہ (علماء اکاڈمی، لاہور)

۳۲۔ ابو سعید بزیمی انصاری (رکن مجلس منظمہ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، طبع لائیدن)

اس وقت ادارہ کے عملے میں جو فضلاء دادِ تحقیق دے رہے ہیں، ان کے نام یہ ہیں :-

۱۔ پروفیسر محمد مظہر الدین صدیقی (پروفیسر) ۲۔ ڈاکٹر علی رضا نقوی (ریڈر)

۳۔ مولوی عبدالرحمن طاہر سورتی (ریڈر) ۴۔ ڈاکٹر مولوی احمد حسن (ریڈر)

۵۔ ڈاکٹر محمد خالد مسعود (ریڈر) ۶۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد (ریڈر)

۷۔ ڈاکٹر ضیاء الحق (ریڈر ایڈیٹر) ۸۔ ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی (ریڈر ایڈیٹر)

۹۔ جناب محمود احمد غازی (فیلو) ۱۰۔ جناب حافظ محمد طفیل (ریسرچ فیلو)

۱۱۔ جناب محمد صدیق ارشد (فیلو) ۱۲۔ جناب احمد خاں (ڈپٹی لائبریرین)

۱۳۔ مولوی عبدالقدوس ہاشمی ندوی (مہتمم کتب خانہ) ۱۴۔ محمد مسعود (ریڈر)

۱۵۔ جناب فضل احمد شمسی (ریسرچ فیلو) ۱۶۔ غلام مرتضیٰ آزاد (فیلو)

۱۷۔ جناب سعید احمد (فیلو) ۱۸۔ جناب ساحد الرحمن (فیلو)

۱۹۔ جناب فضل احمد مغل (فیلو) ۲۰۔ جناب عبدالعزیز نورانی (فیلو)

۲۱۔ جناب مفتی رفیع اللہ (انوسٹیگیٹر) ۲۲۔ عبدالرحیم اشرف بلوچ (انوسٹیگیٹر)

جو شاہیر اور فضلاء عصر گاہے گاہے ادارہ میں تشریف لائے اور اپنے خیالات و افکار سے تقاریر

کے ذریعہ ادارہ کے عمل کو مستفید فرمایا، ارکان ادارہ سے تبادلہ خیال کیا، ان میں مندرجہ ذیل کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں :-

- ۱۔ مفتی اعظم فلسطین و صدر المؤتمر العالم الاسلامی سید محمد امین الحیدنی مرحوم و مغفور۔
- ۲۔ شیخ عبداللہ النذیم الجسر، فقیہ اعظم و مفتی لبنان۔
- ۳۔ چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان۔ ۴۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم سابق صدر پاکستان۔
- ۵۔ جسٹس اے۔ آر۔ کارنلیس سابق چیف جسٹس آف پاکستان۔
- ۶۔ مسٹر فضل القادر چودھری مرحوم سابق وزیر تعلیم پاکستان۔
- ۷۔ پروفیسر آر۔ بی۔ سارجنٹ۔ پروفیسر عربی کیمبرج یونیورسٹی۔
- ۸۔ پروفیسر جان۔ اے۔ بوائیل۔ مترجم انگریزی تاریخ جہانکشاہی۔
- ۹۔ ڈاکٹر محمود شلتوت۔ سابق شیخ الجامعہ الازہر، قاہرہ۔
- ۱۰۔ ڈاکٹر فہام، سابق شیخ الجامعہ الازہر۔ ۱۱۔ شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ عبدالجلیم محمود۔
- ۱۲۔ شیخ محمد منتصر الکنانی، رکن رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔
- ۱۳۔ جناب شیخ لطفی دوغان رکن سینٹ جمہوریہ ترکی سابق ناظم اعلیٰ امور مذہبی، ترکیہ
- ۱۴۔ ڈاکٹر صلاح الدین بند، لبنان۔ ۱۵۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس)
- ۱۶۔ انعام اللہ خان سیکرٹری جرنل مؤتمر عالم اسلامی۔ ۱۷۔ جناب شیخ ابوبکر محمد جومی چیف جسٹس نائیجر یا۔
- ۱۸۔ جناب ڈاکٹر احسان حق (دمشق) ۱۹۔ جناب فضل الرحمن صاحب مرحوم (سابق وزیر تعلیم پاکستان)
- ۲۰۔ ڈاکٹر احمد ڈی۔ الوتو (فلپائن) ۲۱۔ جناب مولانا ظفر احمد انصاری، رکن قومی اسمبلی۔
- ۲۲۔ پروفیسر اے۔ بی۔ اے۔ حلیم مرحوم، سابق شیخ الجامعہ کراچی۔
- ۲۳۔ پروفیسر ولفریڈ کینٹ ویل اسمتھ (مصنف کتب عدیدہ)
- ۲۴۔ پروفیسر محسن مہدی (شکاگو یونیورسٹی) ۲۵۔ مولانا کوثر نیازی۔ وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان
- ۲۶۔ پروفیسر منسکرمی واٹ (ایڈنبرا یونیورسٹی) ۲۷۔ پروفیسر سی۔ ایف۔ بنگلگم (پروفیسر اسلامیات لندن یونیورسٹی)
- ۲۸۔ مولانا محمد یوسف بنوری (شیخ الحدیث۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، نیوٹاون کراچی۔

۲۹ جناب سید محمد ظفر (سابق وزیر قانون، حکومت پاکستان)۔

۳۰۔ پروفیسر جان یومین (میلیورن یونیورسٹی، مدیر "عنبر نہرین")

۳۱۔ پروفیسر بدیع الزماں فروز الفز (ایران) ۳۲۔ ڈاکٹر لونی گارڈے (پیرس)

۳۳۔ الاب جارج قناتوقی (دمشق - پیرس یونیورسٹی)

ادارہ کامالیاتی بچٹ منظور کرنے، انتظامی امور طے کرنے اور پالیسی کی تشکیل نیز عملہ کا تقرر وغیرہ کے لئے ایک بورڈ آف گورنرز ہے۔ جس کے صدر متعلقہ وزیر یا اعتبار عہدہ ہوتے ہیں۔ ارکان میں مشاہیر علماء، فضلاء، قانون دان، ماہرین اقتصادیات، ماہرین تعلیم وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ان ارکان میں جنس ایس۔ اے۔ رحمن، مولانا احتشام الحق تھانوی، ڈاکٹر معظم حسین، ممتاز حسن مرحوم، ڈاکٹر اشفاق حسین قریشی، علاء علاؤ الدین صدیقی وغیرہ خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آج کل اس بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں :-

- ۱۔ ڈاکٹر محمد اجمل، سیکرٹری وزارت تعلیم، اسلام آباد۔ ۲۔ پروفیسر کرا حسین، وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔
- ۳۔ شیخ محمد سعید، ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر، لاہور۔
- ۴۔ پروفیسر احمد محمد قاضی، پرنسپل سندھ لاء کالج، حیدرآباد۔
- ۵۔ مولانا حافظ عبدالقدوس، سابق صدر شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی۔
- ۶۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ۔ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
- ۷۔ مولانا جعفر شاہ مہلواری، معرفت انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر، لاہور۔
- ۸۔ ڈاکٹر ایم معز الدین، ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی، لاہور۔

ادارہ نے اپنی شائع کردہ عربی، انگریزی اور اردو کتب کے علاوہ اپنے مجلات، اسلامک سٹڈیز فکر و نظر اور الدراسات الاسلامیہ (عربی) کے ذریعہ اسلامی تعلیمات، تہذیب و تمدن اور ثقافت و تاریخ میں جدید رجحانات و میلانات اور عصری تقاضوں کے تحت جو تحقیقی اور علمی کام انجام دیا ہے اس کی صحیح قدر و قیمت اور افادیت کا اندازہ آئندہ کامورخ بہتر طور پر لگا سکے گا۔ سر دست ادارہ کی تاریخ اور اس کی سرگرمیوں کا ایک اجمالی تعارف اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔